# اصلاح معاشرہ وطریقہء تربیت کا نبوی اسلوب

سید عطاءاللہ بخاری*

**ABSTRACT**

Reformation of society and ways of training has been discussed by political experts of all the times. Seminars are also conducted on these subjects in every nook and corner of the world. The experts have led emphasis on training besides Islamic education and preaching. It indicates that the society cannot be reformed until elements of fostering are not incorporated into it. Thus, Prophets also stressed upon training besides preaching for the social system. It was the result of training that those Arabs who were enemies to one another became brothers of one another. Also, women were given due rights.

**Keywords**: Reformation, Society, Rights, Manners, Discipline

## لفظ" تربیت" کا معنی ومفہوم:

لفظ "تربیت" کے معنی ہیں:

"التربية هی تبليغ الشيء إلي كماله شيئا فشيئا"

تربیت سے مراد کسی چیز کو بتدریج اس کے کمال (انتہا) تک پہنچانا ہے۔[1]

تاج العروس کے مصنف لفظ تربیت کے متعلق رقمطراز ہیں:

لفظ "تربیت" باب نصر ینصر سے مصدر ہے، یعنی رب یرب ربا سے جس کے معنی انتظام کرنا، بالادست ہونا ہے، اور باب تفعیل سے ربا یربی تربیۃ اسی سے کہا جاتا ہے، "ورب ولده والصبی يربه ربا رباء رباه أی أحسن

*ریسرچ اسکالر، جامعہ سندھ، جام شورو

القيام عليه ووليه حتى أدرک أى فارق الطفولية كان ابنه أو لم يكن" یعنی اس نے اپنے بچے کی نگرانی دیکھ بھال اور اس وقت تک پرورش کی کہ وہ جوان ہو گیا، رب الولد[2] سے مراد لڑکے کے سن بلوغت پہنچنے تک پرورش کرنا۔

صاحب مصباح اللغات لفظ "تربیت" کے متعلق فرماتے ہیں:

"لڑکے کی بلوغت تک دیکھ بھال کرنا، تدریج بتدریج انتہا تک "[3]

**مفردات القرآن میں "تربیت" کا مفہوم:**

مفردات القرآن میں چند اقوال درج ذیل ہیں:

(۱) "ربانی" "ربان" کی طرف منسوب ہے، لیکن عام طور پر فعلان فعل سے آتا ہے جیسا کہ عطشان، سکران وغیرہ، (۲) یہ "ربّ" کی طرف نسبت ہے، "ربّانی" جو علم کو پروان چڑھائے یعنی (حکمت کو فروغ دے) (۳) "ربٌّ" کی اور "ربانی" جو شخص علم سے اپنی پرورش کرتا ہے، لہذا یہ دونوں معنی باہم متلازم ہیں کیوں کہ جس نے علم کو پروان چڑھایا اس نے اپنی ذات کی بھی تربیت کی، اور جو انسان اس کے ذریعے اپنی تربیت کرے گا وہ علم کو بھی فروغ بخشے گا۔[4]

**بعثت انبیاء میں تربیتی عناصر:**

پیغمبروں کے بھیجنے کا بنیادی مقصد سورہ جمعہ کی آیت سے واضح ہو جاتا ہے۔

وہی ہے جس نے (عرب کے) ان اَن پڑھوں میں ان ہی میں سے ایک ایسا عظیم الشان رسول بھیجا جو کہ پڑھ پڑھ کر سناتا (سمجھاتا) ہے ان کو اس کی آیتیں اور وہ سنوارتا (نکھارتا) ہے ان کے باطن کو اور سکھاتا (پڑھاتا) ہے ان کو کتاب وحکمت (کے مطالب و معانی کے انمول خزانے) جب کہ یہ لوگ اس سے قبل یقیناً پڑے تھے کھلی گمراہی میں۔[5]

آیت بالا میں تین باتیں موجود ہیں : (۱) تلاوت آیات (۲) تزکیہ نفس (۳) تعلیم کتاب وحکمت اور یہ تینوں باتیں کسی نہ کسی درجہ میں تربیت سے تعلق رکھتی ہیں، اصلاح و تربیت کے لئے پہلے آیات قرآنیہ سنا کر دعوت دی جاتی ہے، پھر اسلام قبول کرنے والوں کی بھرپور تربیت کر کے ان کے قلوب کو مصفی و مزکی کیا جاتا

ہے، نیز تربیت کے لئے اسلامی احکام وفرائض کی تعلیم بھی ضروری تمام انبیاء کرام نے تربیت انسانی کا فریضہ انجام دیا، چونکہ پیغمبر ساری انسانیت کے مربی اور رہبر ورہنما ہوتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ ان کی شروع سے خصوصی تربیت فرماتے ہیں، ارشاد نبوی ﷺ ہے:

أدبني ربي فأحسن تأديبي [6]

میرے رب نے مجھے ادب سکھایا اور بہترین سکھایا۔

ہر نبی منجانب اللہ تربیت یافتہ ہوتا ہے، اور ان میں انسانوں کی تربیت کی بہترین صلاحیت ہوتی ہے، آخری پیغمبر خاتم الانبیاء ﷺ کو تمام پیغمبروں پر فضیلت حاصل ہے، آپ کی رسالت زمان ومکان کے حدود سے ماوراہے، اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی سیرت کو انتہائی جامع اور مکمل بنایا ہے، آپ معلم انسانیت اور مربیٔ اعظم ہیں، ایک کامیاب مربی کے لئے جن اوصاف وخصوصیات کا پایا جانا ضروری ہے، وہ آپ کی ذات مبارکہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں، آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکمت وبصیرت عطا فرمائی۔

مربی سارے افراد سے یکساں برتائو نہیں کرتا، اس لئے کہ زیر تربیت سارے افراد علام وعمل، سوچ وفکر، اور ذہنی سطح کے اعتبار سے برابر نہیں ہوتے، جو جس سطح کا ہو اسی طرح برتاو کرنا ہوتا ہے، لوگوں کی دینی سطح کو سامنے رکھ کر نمونہ تربیت کا ایک وقعہ درج ہے، جیسا کہ متفق علیہ حدیث ہے:

> ایک بار اللہ کے تاجدار کائنات ﷺ اپنے اصحاب سے باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں ایک آدمی مسجد میں اس حال میں داخل ہوا، کہ پہلے دائیں بائیں کا جائزہ لیا، پھر مسجد کے ایک گوشے کی طرف بیٹھا، سب لوگ اسے حیرت سے تکنے لگے، کہ یہ کیا کرنے والا ہے؟ اس نے دیکھتے ہی دیکھتے اپنا تہبند اٹھایا، اور بیٹھ کر اطمینان سے پیشاب کرنے لگا، چند افراد جلدی سے اٹھے تاکہ اس کو اس عمل سے باز رکھیں، نبی مختار ﷺ نے انہیں روکا اور تحمل سے کہنے لگے: چھوڑ دیں مت روکیں، اعرابی پیشاب کر کے اٹھا تو اللہ کے رسول ﷺ نے اسے بلایا، وہ آیا، آپ نے اسے نرمی سے سمجھاتے ہوئے کہا: مساجد اس کام کے لئے تعمیر نہیں کی گئیں، انہیں اللہ کا ذکر کرنے، نماز

ادا کرنے اور قرآن مجید تلاوت کرنے کے لئے تعمیر کیا گیا ہے۔[7]

اس حدیث کی مزید وضاحت اس طرح آتی ہے:

نہایت مختصر نصیحت کرنے کے بعد آپ خاموش ہو گئے، وآدمی چلا گیا، نماز کا وقت ہوا تو پھر آیا، اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کیا تاجدار کائنات ﷺ نے بعد قرات رکوع کیا، اور رکوع سے سر اٹھا کر "سمع اللہ لمن حمدہ" کہا تو سب نے "ربنا و لک الحمد" کہا اعرابی نے بھی یہ الفاظ کہے، لیکن مزید الفاظ کا اضافہ کیا: "اے اللہ ہم پر اور محمد ﷺ رحم فرما، ہمارے ساتھ کسی پر رحم نہ کر" بعد نماز کے نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ نے اسے آواز دی، تو وہ قریب آیا، پتا چلا یہ آدمی تو وہی ہے جس نے کچھ دیر پہلے مسجد میں پیشاب کیا تھا، آپ کا اس کے ساتھ برتاؤ، اور آپ کا ناصحانہ انداز اس پر اتنا اثر کر گیا تھا کہ وہ آپ کی محبت کا اسیر ہو گیا تھا، اور آپ سے اس کو اس قدر محبت ہو گئی کہ وہ چاہتا تھا کہ اس کے اور رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی پر رحمت نازل نہ ہو، آپ نے اسے تعلیم دیتے ہوئے فرمایا: "لقد حجرت واسعا" تم نے ایک وسیع شئ کو تنگ کر دیا۔[8]

**مشاورانہ لب ولہجہ:**

کامیاب مربی کی خصوصیت کہ جب وہ اپنے زیر تربیت افراد کو کسی بات کی نصیحت کرتا ہے تو اس کا لب ولہجہ تحکمانہ نہیں ہوتا، بلکہ مشاورانہ ہوتا ہے، نبی ﷺ کی نصیحت اسی انداز کی ہوتی تھی، ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ نماز تہجد کی ترغیب دلا رہے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا:

نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ[9]

"عبداللہ تم فلاں کی طرح نہ ہونا، وہ رات کو قیام کرتا تھا، پھر اس نے رات کا قیام ترک کر دیا۔

**انسانی سماج کی نجات کا نبوی نسخہ:**

اس ہمہ گیر معاشرتی بگاڑ سے مسلم اور انسانی سماج کو کیسے نجات دلائی جائے؟ اس کا حل صرف اور صرف اس مصلح اعظم اور پیغمبر انقلاب کی سیرت میں مل سکتا ہے جس نے ایک ایسے وقت انسانی معاشرہ کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا تھا

جب فساد پھیلنے لگا،اخلاقی و معاشرتی صورت حال اس قدر دگر گوں تھی کہ دور دور تک اصلاح کے آثار ناپید تھے۔ حضرت جعفر طیارؓ نے شاہ حبش کے سامنے زمانۂ جاہلیت کا منظر کھینچا ہے،انہوں نے نجاشی کے روبرو خطاب کرتے ہوئے کہا:اے بادشاہ! ہم بتوں کو پوجتے، نجاست میں آلودہ مردار کھاتے تھے،بیہودہ بکا کرتے تھے،ہم میں انسانیت اور ایمان داری کا نشان نہ تھا،ہمسایہ کی رعایت نہ تھی، کوئی قاعدہ اور قانون نہ تھا،ایسی حالت میں خدا نے ہم میں سے ایک بزرگ کو مبعوث کیا جس کے حسب و نسب، سچائی، ایمانداری و دیانتداری تقویٰ،پاکیزگی سے خوب واقف تھے،اس ذات نے ہم کو توحید کی دعوت دی۔[10]

ایسے ہمہ گیر معاشرتی بگاڑ کے حالات میں نبیٔ رحمت ﷺ نے قلیل عرصہ میں جزیرۃالعرب کی کایاپلٹ دی، معاشرہ کی اصلاح کے وہ گر استعمال فرمائے کہ انسان نما بھیڑیئے آپس میں شیر وشکر ہوگئے اور اعلیٰ انسانی صفات کے ایسے کامل نمونے بن گئے کہ رہتی دنیاتک انسانیت ان کانمونہ پیش نہیں کرسکتی،درجِ ذیل سطور میں اصلاح معاشرہ کے ان نبوی نسخوں پر روشنی ڈالی جاتی ہے، جن سے موجودہ بگڑے ہوئے انسانی معاشرہ کی بھرپور اصلاح ہوسکتی ہے، دور حاضر کے سارے دانشور اور اصحاب قلم کا اتفاق ہے کہ آج معاشرہ پھر جاہلی معاشرہ کے طرف لوٹ رہاہے، وہ ساری خرابیاں جو جاہلی معاشرہ کا طرۂ امتیاز سمجھی جاتی تھیں موجودہ معاشرہ میں بدرجہ اتم پائی جاتی ہیں ایسے میں عصر حاضر کے معاشرتی بگاڑ کی اصلاح بھی اسی طریقہ سے ممکن ہے جو طریقہ مصلح اعظم ﷺ نے اپنایا تھا،اس کے بغیر کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوسکتی۔

**ایمان راسخ اور یقین کامل:**

پہلا قدم جو آپ ﷺ نے اٹھایا وہ ایمان راسخ اور یقین کامل کی محنت ہے، ۱۳/سالہ مکی زندگی میں حضرات صحابہ کے قلوب میں ایمان کو ایسا راسخ کیا گیا کہ ان کا ایمان پہاڑوں سے زیادہ مضبوط ہوگیا،اطاعت وفرمانبرداری پر آخرت میں اللہ تعالی کے انعامات کا حصول اور معصیت ونافرمانی پر اخروی سزائوں کا ایسا یقین ان میں جا گزیں تھا کہ بڑی سی بڑی حقیقت کو جھٹلا سکتے تھے، لیکن نبی آخرالزماں ﷺ کی جانب سے کئے گئے خدائی وعدے اور وعیدوں کے متعلق ذرہ برابر بھی شک نہیں کرتے تھے،حضرات صحابہ کے ایمان کا یہ حال تھا کہ اگر وہ جنت و جہنم کو بھی دیکھ

لیتے تب بھی ان کے ایمان میں اضافہ نہ ہوتا،بن دیکھے ان کی کیفیت مشاہدہ سے بڑھ کر تھی،ایک صحابی فرمانے لگے میرا حال یہ ہے کہ میرے دائیں جانب جنت ہے اور بائیں جانب جہنم،اور ایسا لگتا ہے کہ میں پل صراط پر کھڑا ہوں،اس ایمان راسخ کا نتیجہ تھا کہ وہ خدا اور رسول ﷺ کی نافرمانی سے حد درجہ احتیاط کرتے تھے اور گناہوں سے بالکلیہ اجتناب کیا کرتے تھے،ان کے لئے گناہوں سے پرہیز ممکن نہیں تھا صحابہ سے تو اول شاذ و نادر ہی حکم عدولی ہوتی تھی اور جب کوئی ایسا مسئلہ پیش آتا تو جب تک سچی توبہ نہ کر لیتے چین کا سانس نہ لیتے تھے،موجودہ معاشرے میں معاملات واخلاقیات اور معاشرتی زندگی میں جو حکم عدولیاں ہو رہی ہیں اس کی بنیادی وجہ ایمان بالغیب میں کمزوری اور وعیدوں کے تعلق سے بے یقینی ہے،۱۳/سالہ مکی زندگی میں صرف ایمان پر محنت کا نتیجہ تھا کہ پاکیزہ مدنی معاشرہ وجود میں آیا، ہجرت مدینہ کے بعد جب تفصیلی ہدایات اور اوامر ونواہی اترنے لگے تو مسلمان ان پر خوشی خوشی عمل کرنے لگے،شراب کی حرمت جب نازل ہوئی تھی تو برسہا برس کی شراب ایسی بہائی گئی کہ مدینہ کی نالیوں میں شراب ہی شراب بہنے لگی،اصلاح معاشرہ کا آغاز درستگی ایمان سے ہونا چاہئے۔

**احساسِ جواب دہی:**

اصلاح معاشرہ کے لئے آپ نے دوسرا قدم یہ اٹھایا کہ ہر مسلمان کی تربیت اخروی جواب دہی کی بنیاد پر فرمائی،آسمانی ہدایات میں انسانوں کو بتایا کہ دنیا ان کے لئے دارالامتحان ہے، یہاں کئے جانے والے ہر ہر عمل کا انہیں آخرت میں حساب دینا ہے، قیامت کے دن ہر شخص کے اعمال کا دفتر اس کے سامنے رکھ دیا جائے گا اور اعلان ہوگا

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ ؕ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا[11]

تو خود تیرا نامۂ اعمال پڑھ لے،انسان جو کچھ اچھا یا برا عمل کرتا ہے اس کا آخرت میں بدلہ ملنے والا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَه، وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَه[12]

آخرت میں جواب دہی کا احساس آدمی کو پھونک پھونک کر قدم رکھنے پر مجبور کرتا ہے،دور حاضر میں جرائم میں اضافہ کی بنیادی وجہ احساس جواب دہی کی کمی ہے،لوگ دوسرے کی حق تلفی،یا دوسرے پر ظلم وزیادتی کا احساس نہیں کہ آخرت میں ہر صاحب حق کو اس کا حق دلایا جائے گا۔

**اخوت وبھائی چارگی کی روح:**

حقوق العباد میں ہر قسم کی کوتاہیوں سے معاشرہ کو پاک رکھنے کے لئے نبیؐ رحمت ﷺ نے ایمانی بھائیوں کے درمیان اسلامی اخوت کو خوب فروغ دیا کہ کلمہ کی بنیاد پر ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا:

المسلم اخو المسلم[13]

ایک مسلمان، ہی دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔

اور فرمایا:

"تری المؤمنین فی تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كالجسد الواحد إذا اشتكى له عضو تداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى"[14]

آپسی رحمت اور مودت میں تم مسلمانوں کو ایک جسم کی طرح پاؤ گے، جس کا ایک عضو بیمار ہوتا ہے تو سارا جسم تکلیف محسوس کرتا ہے۔

مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد آپ نے ان تمام جڑوں کو اکھاڑ پھینکا جس سے اسلامی مواخات متأثر ہوتی ہے، چنانچہ حسد، کینہ، بغض، عداوت، غیبت اور چغلخوری جیسے رذائل سے بچنے کی تاکید فرمائی، جو آپسی محبت کو ختم کر دیتے ہیں۔

"لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ"

آپس میں حسد نہ کرو، آپس کے تعلقات نہ توڑو اور بھائی بھائی بن جاو، اور اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلق نہ رکھو۔[15]

اتنا ہی نہیں بلکہ اپنے پڑوسیوں اور اہل قرابت کے متعلق فرمایا:

"إِذَا طَبَخَ أَحَدُكُمْ قِدْرًا فَلْيُكْثِرْ مَرَقَهَا"

جب تم سالن پکاؤ تو چاہئے کہ شوربہ زیادہ کر دو اور کچھ پڑوسی کو بھیجو۔[16]

مزید فرمایا:

"لَيْسَ الْمُؤْمِنُ الَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ"

وہ ایمان والا نہیں جو ایسے حالت میں پیٹ بھر کر سو جائے کہ اس کے پہلو میں رہنے والا پڑوسی بھوکا اور پیٹ بھر کر سو جانے والے کو علم ہو کہ پڑوسی بھوکا ہے۔ [17]

مسلم معاشرہ میں اخوت و بھائی چارگی کے یہ جذبات فروغ پائیں تو کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی کیوں کر حق تلفی کرے گا، اس وقت ظلم و تعدی قتل و غارت گری اور حق تلفی کی جتنی شکلیں معاشرہ میں عام ہیں وہ اسلامی اخوت سے روگردانی کا نتیجہ ہے، ایک خاندان سے وابستہ افراد تک باہم دست و گریباں ہیں۔

کہ رشتہ انتخاب کے موقع پر بچوں کے لئے نیک ماں کے انتخاب کی تاکید فرمائی تاکہ اس کی گود میں پلنے والی اولاد نیک و صالح بن سکے، پھر اس کی بھی تاکید فرمائی کہ جب میاں بیوی کا ملاپ ہونے لگے تو اس سے پہلے دعا کا اہتمام کریں جو دراصل ہونے والی اولاد کو شیطانی اثرات سے محفوظ رکھنے کی درخواست ہے، پھر جب بچہ پیدا ہو جائے تو سب سے پہلے کانوں میں اذان و اقامت کے کلمات بلوانے کی تاکید فرمائی، شیر خوار نواسہ حضرت حسینؓ جب ایک مرتبہ گھر میں پڑا ہوا کھجور منھ میں ڈالنے لگا تو آپ نے فوراً تنبیہ فرمائی اور کہا کہ حسین! کیا تمہیں نہیں معلوم کہ ہم اہل بیت کے لئے صدقہ حلال نہیں اور منہ سے کھجور نکلوایا۔ ایک موقع پر والدین کو تربیت اولاد اور ماتحتوں کی دینی نگرانی پر توجہ دلاتے فرمایا:

ہر شخص سے اس کے ماتحتوں کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا [18]

موجودہ معاشرہ کے نوجوان کے بگاڑ اور بے راہ روی کی بنیادی وجہ بچپن میں دینی تربیت کا فراہم نہ ہونا اگر ہمیں معاشرہ کی اصلاح مطلوب ہے تو تربیت اولاد پر توجہ دینی ہو گی جلسوں اور اصلاحی پروگراموں سے وقتی ہلچل تو پیدا ہو سکتی ہے لیکن ٹھوس کام ممکن نہیں۔

**اصلاح خواتین پر زور:**

خواتین معاشرہ کا نصف بہتر ہیں اور انسانی معاشرہ پر اثر انداز ہونے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتی ہیں کسی بھی معاشرہ کی اصلاح خواتین کی اصلاح کے بغیر ممکن نہیں خواتین کی اصلاح اور فساد دونوں متعدی ہیں ایک خاتون کا بگڑنا پورے خاندان کا بگڑنا ہے جب کہ ایک خاتون کے راہ راست پر آنے سے پورا معاشرہ شاہ راہ دین پر گامزن ہو جاتا ہے،

لہذا سرکار دوجہاں ﷺ نے شروع سے اصلاح خواتین پر زور دیا، ہفتہ میں ایک روز خواتین کے لئے مختص کر دیا تھا، عیدین کے موقع پر خواتین سے بھی خطاب فرماتے تھے:

ایک مرتبہ عیدالفطر یا عیدالاضحی کے دن پر اللہ کے نبی عیدگاہ تشریف لائے تو عورتوں کی ایک جماعت کے پاس بھی تشریف لائے اور فرمایا! تم صدقہ خیرات کیا کرو، میں نے اکثر کو دوزخ میں دیکھا ہے، کچھ عورتوں کی جانب سے آواز آئی ،اس کے سبب کیا ہیں ؟فرمایا ""تکثرن اللعن ""،لعن طعن، شوہروں کی نافرمانی، میں نے عقل و دین میں کمزور ہونے کے باوجود ہوشیار مرد کو بے وقوف بنادینے میں تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا، کہا ! اے اللہ کے نبی ﷺ! ہماری عقل اور ہمارے دین میں کس چیز کی کمی ہے؟ فرمایا کہ ایک مسلمان عورت کا گواہی دینا آدھے مرد کی گواہی کے برابر نہیں ؟ کہا ہاں ! رشاد فرمایا اسکی وجہ عورت کی عقل کی کمزوری ہے،اور کیا ایسا نہیں ہوتا کہ جس وقت عورت حالت حیض میں ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے انہوں نے کہا ہاں، فرمایا یہ اس کے دین میں نقصان کی وجہ ہے ۔[19]

موجودہ معاشرہ میں بے پردگی، چست لباس، فیشن پرستی اور مردوں سے اختلاط عام ہے، جس کے برے اثرات مرتب ہو رہے ہیں خواتین کو شرم و حیا کا پابند بنانا ضروری ہے۔

**کسبِ حلال کی تاکید:**

معاشرہ کی اصلاح کے لئے ایک کلیدی اقدام معاشرہ کو حرام خوری سے محفوظ رکھنا ہے، حرام غذا کا عادی معاشرہ کبھی نیک اور صالح نہیں بن سکتا، قرآن مجید میں پیغمبروں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا گیا:

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ [20]

اے رسولو! پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرتے رہو، بیشک تم جو بھی کام کرتے ہو میں اس کو خوب جاننے والا ہوں۔

آیت میں صاف اشارہ ہے کہ نیک بننے کے لئے حلال اور پاکیزہ غذا ضروری ہے، عصر حاضر میں اصلاحی

کوششوں کی ناکامی کی ایک وجہ حرام غذا کا ہونا ہے والدین اولاد کی بے راہ روی پر فکر مند ہوتے ہیں لیکن وہ اس پر غور نہیں کرتے وہ خود اپنے بچوں کی حرام غذا سے پرورش کر رہے ہیں۔

**اصولِ اصلاح کی رعایت:**

نبوی اصلاح معاشرہ مہم کی کامیابی کی ایک اہم وجہ اصول اصلاح کی رعایت ہے، اصلاح کے خواہشمندوں کو چاہئے کہ وہ اصول اصلاح کی مکمل رعایت کریں آپ ﷺ اصلاح میں تدریج کا لحاظ فرماتے تھے، سارے احکام ایک ہی دفعہ لاگو نہیں کرتے تھے، نیز مخاطب کے حالات اور نفسانیات بھی ملحوظ رکھتے تھے، سارے افراد کو ایک لاٹھی سے نہیں ہانکتے تھے، ہر ایک کے ساتھ اس کے حسب حال گفتگو فرماتے تھے، فرد کی اصلاح جماعت کی موجودگی میں نام لے کر نہیں فرماتے تھے، کتب احادیث میں رسول اکرم ﷺ کی تربیت کے نمونے بکثرت پائے جاتے ہیں۔

ایک دیہاتی مسجد میں داخل ہوا اور کھڑے ہو کر پیشاب کرنے لگا صحابہ نے کہا ارے ارے کیا کرتا ہے آپ ﷺ نے فرمایا: چھوڑ دو، اسے چھوڑ دیا، وہ فارغ ہو چکا پھر آپ ﷺ نے بلایا کر فرمایا: مسجد پیشاب اور نجاست کی جگہ نہیں ہے، یہ تو اللہ کا ذکر نماز اور قرآن کی تلاوت کے لئے ہے پھر ایک شخص کو حکم دیا جو ایک ڈول پانی لایا اور اس پر بہادیا۔[21]

**نتائج:**

نفس کا تزکیہ اور اخلاق کی تہذیب ایک کٹھن اور صبر آزما عمل ہے، یہ ایک ایسا بے آب و گیاہ صحرا ہے جہاں گرم ہواؤں کے جھونکے ہیں، بھورے رنگ کے پتھر اور گرم ریت ہے، اس دشوار گذار صحرا کو عبور کرنے کے لیے ایک طرف عزم پیہم اور جہدِ مسلسل ضروری ہے تو دوسری طرف صحرا کے نشیب و فراز سے بھی واقف ہونا ناگزیر ہے، کیوں کہ نفس کی تربیت اور اخلاق و کردار کی تہذیب وہ شجر طوبیٰ نہیں ہے، جو چند دنوں کی محنت کے بعد برگ و بار لاتا ہے، بلکہ اس کے لیے سالہا سال کی محنت و جاں فشانی اور مضبوط عزم و ارادہ کی ضرورت ہوتی ہے اور جب تک تربیت اور تزکیہ نفس کے اسلوب اور اس کے طریق کے معلوم نہ ہونے کی وجہ سے میں کی جانے والی کوششیں فضول اور بے فائدہ ثابت ہوں گی، حضور اکرم ﷺ کی سیرت سے راہ نمائی لینے کی نہ صرف ضرورت ہے بلکہ طریق کار کو

اسوہ اور نمونہ بنانا ضروری ہے۔آپ کے طریق تربیت میں حکمت ودانائی تھی اگر بعض لوگوں کی کچھ کوتاہیوں سے آپ ﷺ باخبر ہوتے تو اجتماعی طور پر خطاب کرتے اور نامناسب عمل کی اصلاح فرمادیتے،اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے کہ عام حضرات کے سامنے بھی اسلام کا صحیح طریقۂ عمل آجاتا اگر کبھی اس بات کی ضرورت ہوتی کہ غلطی پر فوراً براہ راست متنبہ کردیا جائے تو انتہائی نرمی اور نہایت دل سوزی اور محبت کے انداز میں سمجھاتے،تاکہ مخاطب حق بات قبول کرنے کے لیے آمادہ ہو جائے لہذا عصر حاضر مربی حضرات خواہ وہ کسی بھی طبقے یا پیشے سے تعلق رکھتے ہوں آپ ﷺ کے تربیت کے طریقوں کو ذہن نشین کریں اور ان طریقوں کے مطابق نسل نو کی تربیت اور ان کے اخلاق وکردار کی تہذیب کا عمل انجام دیں،اس سے ان شاءاللہ ایک صالح اور خوش گوار معاشرہ وجود میں آئے گا اور اس کے زیر سایہ پوری انسانیت کو امن وسکون اور چین واطمینان کی سانس نصیب ہوگی۔

## حوالہ جات


1. العمادی،ابوسعود، محمد بن محمد بن مصطفى، تفسیر أبي السعود، جلد 1 ص 13، دار إحياء التراث العربي - بيروت
2. الزبیدی،ابوالفیض محمد بن عبدالرزاق،تاج العروس، جلد1، ص506،دارالهدایہ
3. ابوالفضل، مولاناعبدالحفیظ، مصباح اللغات، ص272،المیزان لاہور
4. اصفہانی، علامہ راغب، المفردات فی غریب القرآن، ص336، دارالقلم،الدار الشامية
5. القرآن سورۃ الجمعہ آیت2
6. الهندی، علاءالدین علی بن حسام الدین، کنزالعمال جلد، 7کتاب الشمائل، باب الشمائل الاخلاق، ص214، حدیث نمبر18673، الناشر: مؤسسة الرسالة
7. القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم کتاب الطهارة، جلد1، ص236، حدیث نمبر285،الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت
8. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، جلد8، ص10، حدیث نمبر6010،الناشر: دار طوق النجاة
9. القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، جلد4، ص1927، حدیث نمبر2479،الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت
10. رحمۃللعالمین ۱/۵۷
11. القرآن:17:14
12. القرآن99:8
13. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، جلد3، ص128، حدیث نمبر2442،الناشر: دار طوق النجاة
14. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، جلد،8، ص10، حدیث نمبر6011،الناشر: دار طوق النجاة

15. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، جلد، 8، ص 20، حدیث نمبر 6073، الناشر : دار طوق النجاة
16. الہیثمی، ابوالحسن نور الدین علی بن ابی بکر، مجمع الزوائد، جلد 8، ص 165 حدیث 13546، الناشر: مكتبة القدسي، القاهرة
17. التمیمی، احمد بن علی المثنی، مسند ابی یعلی، جلد 5، ص 92، حدیث نمبر 2699، الناشر: دار المأمون للتراث - دمشق
18. سجستانی، ابوداود محمد بن سلیمان، ابوداود، جلد 3، ص 130، حدیث نمبر 2928، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا - بيروت
19. بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، جلد، 1، ص 68، حدیث نمبر 304، الناشر : دار طوق النجاة
20. القرآن 23:51
21. القشیری، مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، جلد 1، ص 236، حدیث نمبر 285، الناشر : دار إحياء التراث العربي — بيروت